شادی کی اغراض

(فرمودہ ۲۵- جون ۱۹۲۰ء)

۲۵- جون ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا-

۱- میر غلام حیدر صاحب ساکن خیرپور میرس کا نکاح مسماۃ انعام الٰہی بنت مولوی احمد حسن صاحب ساکن ضلع مظفر نگر سے پندرہ سو روپیہ مہر پر

۲- میاں عنایت اللہ صاحب قادیانی کا نکاح مسماۃ غلام فاطمہ بنت حکیم عبداللہ صاحب ساکن کپور تھلہ سے مبلغ تین سو روپیہ مہر پر پڑھا-

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حسب ذیل خطبہ فرمایا :

نکاح کس غرض کے لئے کیا جاتا ہے اور کس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے نکاح کرنا چاہئے اس کا سمجھنا لڑکی اور لڑکے اور لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین کے لئے ضروری ہے کیونکہ اگر کوئی کسی چیز کی غایت کو نہ سمجھے تو اس کو صحیح استعمال نہیں کر سکتا- ہزاروں چیزیں ہیں جو مدتوں لوگوں کے پاس رہیں مگر استعمال میں نہ آتی تھیں کیونکہ انہیں ان کے استعمال کرنے کا علم نہ تھا- اس میں شبہ نہیں کہ صرف علم ہی کافی نہیں اور محض جاننے سے کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا لیکن انسان کسی کام کو کر نہیں سکتا جب تک کہ جانتا نہ ہو اس لئے علم ایک نہایت مفید چیز ہے جس کے بغیر گزارہ نہیں- کتنی چیزیں ہیں جن کا علم نہ تھا مگر اب بعض غیر ممالک کے لوگوں کو ان کا بہت اور ہمارے ملک والوں کو تھوڑا علم ہو گیا ہے اس لئے ان سے فائدہ اٹھانے لگے ہیں- مثلاً چمڑہ ہڈیاں وغیرہ جن کو کچھ قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا- چمڑے کی جب کوئی

قدر نہ تھی اس وقت کسی کی گائے بھینس یا دوسرا جانور مرتا تو چوہڑوں کو یونہی زمیندار دے دیتے تھے۔ لیکن اب چمڑے کی قیمت بڑھی تو زمیندار چوہڑوں کو چمڑہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ ان کو کچھ تھوڑا بہت دے دلا دیتے ہیں۔ ہڈیوں کی قدر ہمارے ملک والے اب تک کرنا نہیں جانتے مگر یورپ والوں نے ان کی قدر کی حتیٰ کہ قبرستان تک کی ہڈیاں نکلوا کر لے گئے۔ میں نے دلی میں ایسے قبرستان دیکھے ہیں جہاں کے محافظوں سے سمجھوتہ کرکے وہاں کی ہڈیاں نکلوا کر یورپ والے لے گئے۔ وہ دانے دار کھانڈ جس کو لوگ بڑے مزے سے کھاتے ہیں انہیں ہڈیوں سے تیار ہوتی ہے۔ ہڈیوں سے اسے اس طرح صاف کیا جاتا ہے کہ تمام میل کٹ کر کثافت دور ہو جاتی ہے پھر انہی ہڈیوں سے فاسفورس نکالتے ہیں جو بہت قیمتی چیز ہے اور ہڈیوں کے دستے کنگھیاں وغیرہ بنتی ہیں۔ مگر نہ جاننے والے لوگ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ یہ ہاتھی دانت کی بنی ہوئی چیزیں ہیں۔

اسی طرح ہمارے ملک میں چینی کے برتنوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ چین میں یہ خاص مٹی ہے جس سے یہ تیار ہوئے حالانکہ یہ اسی مٹی سے تیار ہوتے ہیں۔ اس کو خاص ترکیبوں کے ماتحت لاکر چینی نکالتے ہیں۔ غرض یہ سب علم ہیں جن کے جاننے والے چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ جاننے والے ان کو معمولی خیال کرتے ہیں۔

اسی طرح نکاح کا معاملہ ہے اگر اس کے متعلق بھی علم نہ ہو تو انسان فوائد حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر ایک چیز جس کا علم ہو اس سے فوائد پہنچتے ہیں۔ مثلاً کھانے کی کیا غرض ہے جو نہیں جانتے وہ تو یہی کہیں گے کہ جب بھوک لگی کھالیا غرض کیا ہوئی۔ مگر جنہوں نے غور کیا انہوں نے جان لیا کہ اس کے کیا فوائد ہیں اور اس سے انہوں نے علاج نکالے۔ مثلاً ذیابیطس کے مرض کا علاج یورپ میں روزے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ اس سے علم طب بنا اور اسی لئے ہماری شریعت نے حرام حلال کی قید لگائی کہ انسان مفید کھائے اور مضر سے بچے۔

اسی طرح نکاح کی بھی غرض ہے محض شہوت رانی نہیں۔ جو لوگ شہوت رانی غرض سمجھتے ہیں غلطی کرتے ہیں۔ یورپ کے لوگ جنہوں نے شادی کو محض اسی ایک جذبہ کے تحت رکھا ان کے بڑے بڑے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہماری نسلیں اس لئے کمزور ہیں کہ ہم شادی کی غرض سے ناواقف ہیں۔ محض پیار محبت کی غرض نہیں کیونکہ محبت ایک فوری جذبہ ہے، غصہ ایک فوری جذبہ ہے، شہوت ایک فوری جذبہ ہے، ان میں انسان مآل اندیشی نہیں کرتا۔ مثلاً محبت کے

جوش میں شادی ہوئی مگر چونکہ شادی کی اصل غرض یہ نہیں اس لئے جب تعلقات بڑھتے ہیں تو پھر دیگر معاملات میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

یہ جس قدر جذبات ہیں۔ محبت، غصہ، غیرت وغیرہ یہ اپنے اندر شرابی مادہ رکھتے ہیں کہ باوجود انسان جاننے کے کہ یہ بات ناروا ہے پھر بھی ان کی وجہ سے اس میں مصروف ہو جاتا ہے اس لئے وہ لوگ جو محبت کو سامنے رکھ کر شادی کرتے ہیں جب ان کا یہ جذبہ دور ہو جاتا ہے تو ان کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ ایک شخص خوبصورت عورت سے اس کی خوبصورتی کی وجہ سے شادی کرتا ہے مگر اس عورت کے اخلاق اچھے نہیں، گھر میں انتظام نہیں رکھ سکتی ان کی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے شادی کی غرض تقویٰ اللہ، حفاظت نفس و نسل اور اپنے دینی و دنیوی امور میں بھلائی اور معاونت ہونی چاہئے۔ لیکن اسلام نے اس کو سمجھا ہے اور سمجھایا ہے۔ اور چونکہ علم کے ساتھ تربیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے جب تک تربیت نہ ہو علم کچھ مفید نہیں ہو سکتا اس لئے شریعت اسلام نے تربیت کے لئے یہ رکھا ہے کہ جب میاں بیوی میں کچھ ناچاقی ہو تو فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔[1] دونوں طرف کے بزرگ جمع ہوں اور دونوں کے بیانات سن کر جس کی غلطی ہو اس کو سرزنش کریں۔ ایک دفعہ۔ دو دفعہ یہ ہو۔ لیکن اگر ان کی اصلاح نہ ہو تو علیحدگی ہو جائے۔ رسول کریم ﷺ کے عمل سے ظاہر ہے کہ آپ اپنی بیٹی اور داماد کو نصیحت فرماتے۔ اگر بیٹی کا قصور ہوتا بیٹی کو ڈانٹتے اور اگر حضرت علیؓ کی غلطی ہوتی تو ان کو سمجھاتے کیونکہ بڑے چچازاد بھائی اور ہادی ہونے کی حیثیت میں آپ کو باپ کا بھی درجہ حاصل تھا۔ اسلام نے تربیت کا یہ صیغہ رکھا ہے مگر آج کل ہندوستان میں یہ صیغہ نہیں رہا۔ جب عورت آتی ہے تو مطالبہ کرتی ہے کہ اس کا میاں اپنے والدین سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔ اگرچہ یہاں تک تو درست ہے کہ علیحدہ مکان ہو اور یہ شریعت کا بھی حکم ہے کیونکہ وہ نوجوان ہیں۔ ان کو بے تکلفی کی بھی ضرورت ہے۔ اگر وہ ہر وقت قید رہیں تو پھر وہ کیسے خوش رہ سکتے ہیں مگر بعض بہوئیں یہاں تک کرتی ہیں کہ شہر تک چھڑا دیتی ہیں۔ حالانکہ میاں بیوی بے شک علیحدہ ہوں اور ان کا حق ہے مگر یہ نہیں کہ بزرگوں کی نگرانی سے نکل جائیں۔ اور پھر لڑکے والے لڑکے کو سکھلاتے ہیں۔ میاں گربہ کشتن روز اول۔ کہ عورت پر پہلے ہی دن رعب بٹھا لو۔ لیکن کیا اس طرح تربیت ہو سکتی ہے۔ یہ اسلامی طریق نہیں بلکہ اسلامی طریق وہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے اپنے عمل سے دکھا دیا۔

اسلام نے جو غرض نکاح کی بتائی ہے وہ تقویٰ ہے کہ دونوں میاں بیوی مل کر خدا کے غضب سے بچنے اور رحمت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ۲۔ یہ کہ نسل بڑھے۔ ایسی نسل جو آئندہ کارآمد ثابت ہو۔ پھر یہ بھی غرض ہے کہ میاں بیوی مل کر نیک اعمال میں ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوں اور صدق و سداد کے قائم کرنے والے ہوں اور اس غرض کو پورا کریں جو انسان کی روز ازل سے قرار دی گئی ہے۔

(الفضل ۲۔ اگست ۱۹۲۰ء صفحہ ۶)

ؔ۱ النساء : ۳۶